ĪQĀN- Vol: 02, Issue: 03, Dec 2019
DOI: 10.36755/iqan.v2i03.101 PP: 27-38

OPEN ACCESS
ĪQĀN
pISSN: 2617-3336
eISSN: 2617-3700
www.iqan.com.pk

رہائشی علاقوں کی انتظامی منصوبہ بندی: سیرت طیبہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

The Administrative System for Residential Area: An Analytical Study in the light of Seerah

*** *Dr. Muhammad Mansha Tayyab***
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Govt. Degree College, Pholnagar, Kasur, Pakistan

**** *Yasir Farooq***
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Govt. Municipal Degree College, Faisalabad, Pakistan

Version of Record
Received: 12-Aug-19 **Accepted**: 12-Nov-19
Online/Print: 31-Dec-19

ABSTRACT

In the modern era, where the population is increasing day by day, many problems regarding cleanliness and Residential areas management system are growing accordingly. In which a significant amount of these problems are related to the management of better facilities of living, providing best necessities to human beings, creating and extending reliable infrastructure and better environment for growing. It is very sad to know that, in third world countries these problems are worst then other developed countries. Pakistan is among those countries which are facing a large number of these kind of problems. According to a survey, the ratio of population increasing has been doubled due to migration from rural areas to big cities. There is a huge need to solve these problems in appropriate way, with consistency and basic management. The government should have to pay a great attention toward these problems with a devoted management system in the light of Islamic teachings. The topic of this study is selected for this kind of signification. Author(s) selected many teachings through the Seerat Perspectives and as Islamic point of view. In the light of that teaching, number of suggestion have been given and strong recommendation has been made for the development of better infrastructure and management system to resolve these problems.

Keywords: *Town Planning, Residential Areas, Infrastructure, Rural Areas, Population, Cleanliness, Construction.*

To Cite this Article:

Tayyab, D. M. M., & Farooq, Y. (2019). URDU: رہائشی علاقوں کی انتظامی منصوبہ بندی: سیرت طیبہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ. ĪQĀN, 2(03), 27-38.

CC BY

تعارف:

انسان مدنی الطبع ہے اور اسی لیے اجتماعی زندگی کا خوگر ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اسی فطرت کے باعث کسی نہ کسی درجے میں ریاست جیسے ادارے کی ضرورت محسوس کرتے رہا ہے بلکہ قدیم دور کا قبائلی نظام بھی انسان کے اجتماعی زندگی اختیار کرنے کی ایک ناگزیر وجہ تھا، جس نے رفتہ رفتہ ایک ریاستی نظام کی شکل اختیار کر لی۔ بعثت نبوی کے وقت دنیا میں کافی حد تک منظم ریاستیں اور بادشاہی نظام موجود تھے جن کے پاس اقتدار، شان و شوکت، فوج اور وسائل کی فراوانی موجود تھی۔ لیکن ایک محدود طبقے کے علاوہ باقی لوگوں کی زندگی مسائل اور مصائب سے دوچار تھی اور بہت ہی نچلے درجے کی زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے انسانیت کے اس محروم طبقے کو مصائب سے چھٹکارا ملا۔ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات محض چند عبادات کی تلقین پر مشتمل نہیں ہیں بلکہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ دین اسلام جہاں دینی امور کی جزئیات تفصیل سے بیان کرتا ہے وہاں زندگی کے ہر پہلو پر اصولی تعلیمات فراہم کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دعوت کے نتیجہ میں جن خوش بخت لوگوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا آپ نے ان کی تربیت کرتے ہوئے دنیا کا صالح ترین معاشرہ قائم کر دیا جسے ریاست مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد سے قبل مدینہ منورہ کا نظم و نسق قبائلی دستور و روایات پر ہی استوار تھا۔ تاہم نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرما کر آتے ہی مدینہ کو ایک شان دار شہری ریاست میں تبدیل کر دیا۔ جس میں ہر شہری کو بنیادی حقوق کی ضمانت میسر تھی اور جو حقیقی معنوں میں فلاحی ریاست کہلانے کی حق دار تھی۔ ریاست مدینہ کے قیام کے سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اٹھائے جانے والے اقدامات اور آپ کی ہدایات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی فلاحی ریاست کے خدوخال کیا ہوتے ہیں۔ تشکیل ریاست مدینہ کے ضمن میں دی جانے والی تعلیمات نبویہ سے آج کے جدید دور میں پیش آنے والی مشکلات کے حل کا سراغ ملتا ہے۔ آپ ﷺ کی ہدایات پر غور و فکر کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل شہری آبادکاری اور منصوبہ بندی میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک حقیقی فلاحی ریاست قائم کر کے انسانوں کو بنیادی حقوق کی فراہمی کا آغاز فرمایا اور اپنے ماننے والوں کی یہ تربیت فرمائی کہ کسی بھی معاشرے اور آبادی کی تشکیل میں کن کن پہلوؤں پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور انتظامی اعتبار سے کسی آبادی کے قیام کے لیے کون سے اقدامات اٹھانے ضروری ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد کے وقت مدینہ کی کل آبادی قریباً پندرہ ہزار سے زائد تھی۔[1] ان میں سے تقریباً ۵۰۰ افراد مسلمان تھے۔[2]

---

[1] سیرت نگاروں نے اس ضمن میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے پندرہ ہزار والی روایت کو دلائل کی روشنی میں راجح قرار دیا ہے۔
دیکھیے: غازی، ڈاکٹر محمود احمد، **محاضراتِ سیرت**، (لاہور: الفیصل بک ڈپو، ۲۰۱۶ء)، ص: ۳۵

[2] علامہ سمہودی نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ ان ۵۰۰ افراد یعنی انصار نے نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ دیکھیے:
السمہودی، علی بن عبداللہ، **وفاء الوفاء باخبار المصطفیٰ**، (مدینہ منورہ: مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی، ۲۰۰۱ء)، ۱: ۷

آپ ﷺ کی آمد کے بعد مدینہ منورہ میں کثرت سے مہاجرین کی آمد شروع ہوئی۔ جس سے مدینہ طیبہ میں مسلمان آبادی میں اضافہ ہوا۔ مدینہ طیبہ میں مہاجرین کی بکثرت آمد سے پیدا ہونے والے مسائل کے حل کے لیے نبی کریم ﷺ نے جو اقدامات کیے وہ کسی بھی سوسائٹی کی انتظامی منصوبہ بندی کے لیے راہنما اصولوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حکمت و بصیرت دور اندیشی اور منصوبہ بندی سے ان مسائل کو اس طرح حل کیا کہ دنیا کے لیے ایک تشکیل ریاست کی ایک قابلِ تقلید مثال قائم کر دی۔

نبی کریم ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کے بعد تمام مسلمانوں پر ہجرت فرض تھی، چنانچہ تمام مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ فوری طور پر ان مہاجرین کی آبادکاری کا بندبست کیا۔ مہاجرین کی آبادکاری اور ان کے قیام و طعام کا بندوبست آج بھی دنیا کے مشکل ترین مسائل میں سے ہے۔ مگر نبی کریم ﷺ کی منصوبہ بندی سے یہ مسئلہ اس قدر خوش اسلوبی سے حل ہوا کہ یہ رہتی دنیا تک کے لیے ایک مثال بن گیا۔ یوں مختلف نسلوں، طبقات، علاقوں اور مختلف تمدنی پس منظر رکھنے والے لوگوں نے انتہائی کامیاب معاشرہ کی عملی تصویر پیش کی۔ ریاست مدینہ کی تشکیل اور سماجی ترقی نبی کریم ﷺ کے تدبر کا شاہکار تھا۔ ریاست مدینہ کی انتظامی منصوبہ بندی نبی کریم ﷺ کا ایسا شاندار کارنامہ ہے جو آج بھی ماہرین عمرانیات کے لیے خاص توجہ کا مرکز ہے۔

عصرِ حاضر کے سماجی، معاشرتی اور ماحولیاتی مسائل میں ایک اہم ترین اور فوری حل طلب مسئلہ دیہاتی آبادی کا شہروں کی طرف نقل مکانی اور وہاں آبادکاری ہے۔ بالخصوص ترقی پذیر ممالک کی دیہی آبادی کا ایک بڑا حصہ تیزی سے شہروں کی طرف نقل مکانی کر رہا ہے۔ حکومتی اور انتظامی اداروں کی توجہ اور دلچسپی کی کمی کی وجہ سے بڑے شہر کئی قسم کے مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ پاکستان کا شمار ایسے ممالک میں سرفہرست ہے جہاں شہری آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور شہری آبادی کے مسائل بھی اسی تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۵۱ء میں پاکستان میں شہری آبادی ملک کی کل آبادی کا ۱۷ فیصد تھی جو حالیہ مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ۳۳ فیصد ہو چکی ہے۔[1] اور یہ شرح اسی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ اگر یہ نقل مکانی کی شرح اسی تیزی سے بڑھتی رہی تو آبادی کا توازن یکسر بدل جائے گا۔ آبادی کا ایک بڑا حصہ شہری زندگی میں رجسٹرڈ نہ ہونے کے باوجود وہاں کے وسائل سے استفادہ کر رہا ہو گا جس سے مسائل میں بہت زیادہ اضافہ ہو گا۔

ان مسائل کے حل کے لیے پیشگی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اور اسلامی ریاست کے ناطے ہمیں اس منصوبہ بندی کے لیے نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے ہدایات و راہنمائی لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اسلام اور نبی کریم ﷺ آبادی کی اس نقل مکانی اور شہروں کی آبادی میں بے تحاشا اضافہ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسی مسئلہ کی راہنمائی کے لیے ہم زیرِ نظر مضمون میں سیرت طیبہ سے اور ریاست مدینہ سے وہ ہدایات اخذ کرنے کی کوشش کریں گے جن کو اپنا کر ہم آبادکاری سے متعلقہ مسائل پر قابو پا سکیں۔

زیرِ بحث مسئلہ میں جب ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ کی طرف نظر دوڑائیں تو ہمارے سامنے ریاست مدینہ کا قیام اور سماجی ڈھانچے کی تشکیل ایک متمدن ترین صورت میں سامنے آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ آمد سے قبل یہاں عرب کے دیگر

[1] http://www.pbs.gov.pk/content/population-census, (Accessed 25 Dec, 2019 at 11:30 pm)

علاقوں کی طرح قدیم قبائلی نظام ہی رائج تھا۔ عصرِ حاضر کے شہروں میں آبادی کے بے تحاشا دباؤ سے پیدا ہونے والے تمدنی، معاشرتی اور اخلاقی مسائل سے نمٹنے کے لیے سیرت النبی ﷺ سے آج کے ماہرین بھی بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ہم ذیل میں نبی کریم ﷺ کے ان اقدامات سے وہ اصول و قواعد اور ہدایات اخذ کرنے کی کوششیں کریں گے جو ہمارے عہد کے انتظامی مسائل کے حل کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گے۔

شہری آبادی کی حدود کا تعین:

جدید سوسائٹیز، کالونیوں اور شہروں کے متعدد مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ کسی مخصوص حدبندی کا نہ ہونا ہے۔ اگر کوئی شہر آج دو لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے تو پانچ سال بعد اس کی آبادی تقریباً دوگنا ہو چکی ہوتی ہے جبکہ وسائل میں اضافہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن آبادی اور شہر کی حدود مسلسل بڑھتی رہتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی باقاعدہ حدود مقرر کی تھیں۔ علامہ سمہودی نے اس پر تفصیلی کلام نقل کیا ہے۔[1] جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرق اور مغرب میں لاوے کی پہاڑیاں اور حرہ کا میدان، شمال میں جبلِ ثور اور جنوب اور جنوب میں جبلِ عیر تک مدینہ کی حدود ہیں۔ ابتداء میں جو کوئی اسلام قبول کرتا اسے مدینہ میں آباد کیا جاتا اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جاتا۔ بعدازاں جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تو نبی کریم ﷺ نے اس بات کو یقینی بنایا کہ اب باہر سے لوگوں کو مدینہ لا کر آباد نہ کیا جائے۔ بلکہ جو جہاں پر ہے اسے آپ ﷺ نے وہیں رہنے کا حکم فرمایا، اس سے جہاں ایک طرف اسلامی ریاست اور مملکت کی حدود میں توسیع مقصود تھی وہیں اس امر میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ مدینہ منورہ پر آبادی کا بہت زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ متعدد احادیث مبارکہ سے اس امر کی صراحت ہوتی ہے کہ مدینہ منورہ کی آبادی کے بڑھ جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو مدینہ سے باہر رہائش اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ نے محمد بن ایاس بن سلمہ بن اکوع سے ایک روایت نقل کی ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

> ’’أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَهُ بُرَيْدَةُ بْنُ الْحُصَيْبِ، فَقَالَ: ارْتَدَدْتَ يَا سَلَمَةُ عَنْ هِجْرَتِكَ؟ فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ، وَاللَّهِ إِنِّي فِي إِذْنٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اسْكُنُوا الشِّعَابَ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَخَافُ أَنْ يَضُرَّنَا ذَلِكَ فِي هِجْرَتِنَا فَقَالَ: أَنْتُمْ مُهَاجِرُونَ حَيْثُمَا كُنْتُمْ‘‘[2]
>
> ’’سلمہ بن اکوع جب مدینہ آئے تو ان کو بریدہ بن الحصیب ملے تو کہا: اے سلمہ! کیا تم اپنی ہجرت سے پلٹ () گئے؟ انہوں نے کہا معاذاللہ! مجھے مدینہ چھوڑنے کی اجازت خود حضور اکرم ﷺ نے دی ہے، میں نے آپؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے" مضافاتی علاقوں اور گھاٹیوں میں جا کر بس جاؤ" اس پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس طرح ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری ہجرت میں نقصان نہ ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا تم جہاں کہیں رہوگے مہاجر تسلیم کیے جاؤگے‘‘

---

[1] سمہودی، **وفاء الوفاء باخبار المصطفیٰ**، ۱: ۷۵

[2] ابو عبید، قاسم بن سلام، **کتاب الاموال**، (بیروت: دار الفکر ۱۹۹۹ء)، ص: ۲۸۱

اسی مفہوم کی ایک حدیث سنن ابو داؤد میں ہے جس میں یہ ہے کہ ایک بدوی نے رسول اکرم ﷺ سے ہجرت کے بارے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا:

"وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا"[1]

"تم پر افسوس ہے، ہجرت کا معاملہ سخت ہے، کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا، ہاں آپ نے پوچھا اس کی زکاۃ ادا کرتے ہو اس نے کہا، ہاں! آپ نے فرمایا تم سمندر کے اس پار رہ کر عمل کرتے رہو اللہ تمھارے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا"

زیر بحث موضوع کے حوالے سے سب سے اہم اور جامع حدیث سیدنا ابو ذر غفاریؓ کو آپ ﷺ کا حکم ہے جس میں آپ ﷺ فرمایا تھا کہ جب مدینہ کی آبادی سلع تک پہنچ جائے تو تم مدینہ چھوڑ دینا اور شام چلے جانا، سیدنا ابو ذرؓ فرماتے ہیں:

"قال لی إذا بلغ البناء- أي: بالمدينة- سلعا فارتحل إلى الشام فلما بلغ البناء سلعا قدمت الشام"[2]

"رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا جب مدینہ کی آبادی سلع تک پہنچ جائے تو تم مدینہ چھوڑ دینا اور شام چلے جانا۔ چنانچہ جب مدینہ کی آبادی سلع تک پہنچ گئی تو میں شام آگیا"

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے مدینہ شہر کی آبادی کو ایک خاص حد سے بڑھنے پر لوگوں کو مدینہ منتقل ہونے سے روکنا شروع کر دیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آبادی اور اور اس کے وسائل میں تناسب قائم رکھا جائے یہی باعث تھا کہ آپ اس کے بعد دوسرے شہر آباد کرنے کی ہمت افزائی فرماتے تھے۔ یہ وہی پالیسی تھی جس پر بعد میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ نے عمل کرتے ہوئے کوفہ اور بصرہ جیسے نئے شہر آباد کیے۔ اس پالیسی کو شہری منصوبہ بندی میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

آبادیوں میں مساجد اور دینی مراکز کا قیام:

شہری منصوبہ بندی میں مساجد اور دینی مراکز کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے مدینہ کی منصوبہ بندی کرتے وقت مسجد کے قیام کو ترجیحی حیثیت دی۔ آپ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، یہ مسجد ہمارے زمانہ کی عام مسجدوں کی طرح محض ایک عبادت گاہ نہیں تھی بلکہ وہ عبادت گاہ بھی تھی اور تعلیم گاہ بھی تھی ۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی کے علاوہ بھی متعدد مساجد بن چکی تھیں متعدد سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں مسجد نبوی کے علاوہ ۹ مزید مساجد مختلف محلوں میں تعمیر ہو چکی تھیں۔[3]

---

[1] ابو داود، سلیمان بن اشعث، **السنن**، (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۲۴۷۷

[2] سمہودی، **وفاء الوفاء**، ۱: ۹۸

[3] ڈاکٹر حمید اللہ نے خطبات بہاولپور میں فتوح البلدان کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے ملاحظہ ہو:

حمید اللہ، ڈاکٹر، **خطبات بہاولپور**، (الفیصل بک ڈپو، ۲۰۰۹ء)، ص: ۲۷۱؛ اسی طرح ڈاکٹر محمود غازیؒ نے بھی نقل کیا ہے، بلکہ ان کے نزدیک ان=

مسجد نبوی ریاست کے سربراہ اعلیٰ کی رہائش گاہ بھی تھی اور یہاں حکومتی معاملات کی بھی منصوبہ بندی کی جاتی تھی۔ یہیں سے ہی مبلغین اور معلّمین بھیجے جاتے اور مختلف گورنروں اور دیگر ممالک کے سربراہوں سے خط وکتابت بھی کی جاتی تھی۔ مسجدِ نبوی میں ایک چبوترہ بنا کر تعلیم گاہ بھی بنادی گئی جس کی حیثیت مرکزی اقامتی درسگاہ یا اعلیٰ تعلیم کے ادارہ کی تھی، جسے صفّہ کہا جاتا ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ ابتدائی تعلیم اپنے محلوں کی مسجدوں میں حاصل کریں۔ صفّہ کی حیثیت تعلیم گاہ کے علاوہ نادار مسلمانوں کی پناہ گاہ کی بھی تھی۔ ان تمام تفصیلات سے یہ راہنمائی ملتی ہے کہ کسی بھی کالونی، سوسائٹی کے قیام میں بنیادی ضروریات میں ایک اہم کردار مسجد بھی ہے جس سے اہل علاقہ اپنی دینی تعلیم کی ضروریات پوری کرسکیں اور فرائض عبودیت کی ادائی کے ساتھ ساتھ کیمونٹی سنٹر کی بھی حیثیت رکھتی تھی۔

صحت کی سہولیات کی فراہمی اور طبّی مراکز کا قیام:

مدینہ منورہ کے انتظامی امور اور شہری منصوبہ بندی میں رسول پاک ﷺ نے ہسپتال کے قیام کو بھی اپنی اولین توجہ کا مرکز بنایا، مدینہ منورہ کے شہریوں کو طبّی سہولیات کی فراہمی اور بیمار مریضوں کے علاج معالجہ کے لیے مسجد نبوی کے صحن میں خیمہ نصب کیا جاتا تھا جہاں مریضوں کا علاج ہوتا۔ امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح میں ''بَابُ الخَيْمَةِ فِي المَسْجِدِ لِلْمَرْضَى وَغَيْرِهِمْ''[1] قائم کرکے اس سے متعلق بہت سی تفصیلات نقل کی ہیں ویسے بھی ہمارے عہد کی طرح انسان نت نئی بیماریوں کا شکار نہ تھا اور رسول پاک ﷺ کی تعلیم صحت وصفائی نے بیماری کو کم سے کم کر دیا تھا اس کے باوجود جو لوگ بیمار ہوتے تھے ان کو علاج کرانے پر زور دیا گیا اور ان کے لیے مسجد نبوی میں شفاخانہ کا انتظام کیا گیا۔

وسیع اور کشادہ گلیوں پر مبنی انفراسٹرکچر:

مدینہ منورہ میں شہری آبادکاری اور اس سے متعلقہ منصوبہ بندی کے حوالے سے دیے گئے احکامات نبوی میں یہ ہدایات بھی شامل تھیں کہ مکانات بناتے وقت گلیاں اتنی کشادہ رکھی جائیں کہ گزرنے والوں کو کسی قسم کی دقت نہ ہو، اس ضمن میں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا، صحیح مسلم کی حدیث ہے:

''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ، جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَ أَذْرُعٍ''[2]

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارا راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی چوڑائی کم از کم سات بناؤ''

=مساجد کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان مساجد کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی تھی ملاحظہ ہو: غازی، ڈاکٹر محمود احمد، **محاضرات سیرت**، ص: ۳۳۴؛ عصر حاضر کے نامور محقق اور سیرت نگار محمد الیاس عبد الغنی نے مدینہ منورہ میں ۳۶ مساجد کا تذکرہ کیا ہے۔ دیکھیے: عبد الغنی، محمد الیاس، **المساجد الاثریۃ فی المدینۃ النبویۃ**، (مدینہ منورہ: مطابع الرشید، ۱۹۹۹ء)۔

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حدیث: ۴۶۲ (ترجمۃ الباب)

[2] مسلم بن الحجاج، **الجامع الصحیح**، (الریاض: دار السلام، ۲۰۰۰ء)، حدیث: ۱۶۱۳

اسی طرح مسند احمد کی حدیث کے الفاظ ہیں:

"اجْعَلُوا الطَّرِيقَ سَبْعَ أَذْرُعٍ"[1]

"راستے کی کشادگی سات ہاتھ کرو"

ڈاکٹر حمید اللہؒ نے اس حوالے سے ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ راستوں کو اتنا چوڑا رکھا جائے کہ (سامان سے) دولدے ہوئے اونٹ آسانی کے ساتھ گزر سکیں۔ مزید برآں یہ کہ مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد انہوں نے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ اس حدیث مبارکہ سے عصر حاضر کے لیے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ گلی اتنی کشادہ ہونی چاہیے کہ اس سے دولاریاں بیک وقت گزر سکیں۔[2]

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں باربرداری کی عام شکل اونٹ کی باربرداری تھی۔ ہمارے عہد میں ٹریکٹر اور ٹرک وغیرہ باربرداری کی عمومی شکل ہے۔ سنت رسول ﷺ کو رہنما مان کر مسلم علاقوں کی گلیوں کو اتنا کشادہ تو کرنا چاہیے کہ دو ٹریکٹر آسانی سے گزر سکیں۔ شہری منصوبہ بندی کا اہم حصہ سڑکیں ہوتی ہیں، سڑکوں کے تنگ ہونے سے ٹریفک کے مسائل بڑھتے ہیں گندگی بڑھتی ہے اور سماجی پیچیدگیاں بڑھتی ہیں۔ ڈولپمنٹ اتھارٹی اور متعلقہ محکمہ جات دونوں کے لیے یہ نشان راہ ہے کہ وہ آبادکاری کرتے وقت سڑکوں کی مناسب کشادگی کا اہتمام کریں۔

کمرشل ایریاز کا قیام:

شہری منصوبہ بندی کا ایک ضروری حصہ مارکیٹ اور تجارتی مراکز کا قیام بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تشکیل ریاست مدینہ کے ابتدائی اقدامات کے فوری بعد شہر کے مرکزی حصہ میں سوق مدینہ کے نام سے کمرشل ایریا مقرر فرمایا جس سے مسلمانوں کی یہودیوں کی مارکیٹ کی احتیاج ختم ہو گئی۔ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ مارکیٹ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ بنو قینقاع کے بعد بنوائی تھی کیوں کہ اس سے پیشتر حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ اور دیگر صحابہ بنو قینقاع کی مارکیٹ میں ہی کاروبار کیا کرتے تھے جیساکہ صحیح بخاری کی روایت میں حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی سیدنا سعدؓ کے ساتھ مواخات اور ان سے بازار کا پتہ پوچھنے کا تذکرہ ہے۔[3] اس سے پہلے مدینہ کی مشہور اور بڑی مارکیٹ بنو قینقاع ہی کی تھی جو یہودیوں کے علاقوں میں تھی۔ وہاں وہ گاہکوں کا استحصال بھی کرتے اور ان کی عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی اور بدتمیزی بھی کرتے، اسی وجہ سے وہ جلاوطن بھی کیے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے مقابلے میں مدینہ کی مرکزی جگہ پر مسجد نبوی اور بقیع کے نزدیک "سوق المدینہ (مدینہ مارکیٹ)" بنوائی، علامہ سمہودی نقل کرتے ہیں:

"لما أراد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أن يجعل للمدينة سوقا أتى سوق بني قينقاع، ثم جاء

---

[1] شیبانی، احمد بن حنبل، **المسند**، (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱ء)، حدیث: ۱۰۰۱۲

[2] حمید اللہ، ڈاکٹر، **خطبات بہاولپور**، ص: ۲۲۹

[3] بخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: ۲۰۴۸

سوق المدينة فضربه برجله وقال: هذا سوقكم“ [1]

”رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے لیے مارکیٹ بنانے کا ارادہ فرمایا تو پہلے قینقاع کے بازار تشریف لے گئے پھر سوق المدینہ کی جگہ آئے اور آپ نے پاؤں سے اشارہ فرمایا کہ یہ تمہاری مارکیٹ ہوگی“

اسی طرح علامہ سمہودیؒ نے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس جگہ کا تعین بہت سوچ سمجھ کر اور حکمت و بصیرت سے کیا تھا۔[2] اس زمانہ میں قینقاع کے بازار کے علاوہ چھوٹی اور بھی کئی مارکیٹ تھیں، مثلاً زبالہ مارکیٹ، جسر مارکیٹ، صفاجت مارکیٹ وغیرہ۔ مگر رسول پاک ﷺ نے اس مارکیٹ کو قائم کیا اور اس کے بارے میں تفصیلی ہدایات عنایت فرمائیں وہ ہدایات آج کے دور کے لیے بھی مشعل راہ ہیں آپ کے ان فرامین پر نظر دوڑانے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان فرامین میں عصر حاضر کے بازاروں اور کمرشل ایریاز کے تمام مسائل کا حل موجود ہے مثلاً آج کے دور میں بازاروں اور مارکیٹس کا ایک بڑا مسئلہ تجاوزات ہیں لوگ اپنی دکانوں کے آگے بہت سی جگہ پر قبضہ جما لیتے ہیں جس سے بازار تنگ ہو جاتا ہے اور لوگوں کو گزرنے میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور نتیجتاً بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح بازار کا ایک دوسرا مسئلہ ناجائز ٹیکسز ہیں ۔ موجودہ زمانے کا تاجر بہت سارے ٹیکسز کا شکار ہے جس کے سارے اثرات خریدار پر پڑتے ہیں، نتیجتاً مارکیٹ میں ان کی آمد کم ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مارکیٹ مدینہ کی جگہ کا تعین کرتے ہوئے دو اصولی احکامات صادر فرمائے :

”هَذَا سُوقُكُمْ فَلَا يُنْتَقَصَنَّ وَلَا يُضْرَبَنَّ عَلَيْهِ خَرَاجٌ“[3]

”یہ تمہارا بازار ہے نہ تو اس کو کم کرو اور نہ اس میں ٹیکس لگاؤ“

اس حکم نامہ کی حکمت یہ تھی کہ اگر بازار کی جگہ تنگ ہوگی یا اس میں خرید وفروخت پر ٹیکس لگے گا تو بیوپاریوں کی کثرت نہ ہوگی لہٰذا ان دونوں باتوں سے گریز کیا جائے۔ گویا آپ ﷺ نے مارکیٹ کے تاجروں کے لیے **Tax Rebate** کا اعلان فرمایا۔ سوق مدینہ کے ٹیکس فری ہونے کے حوالے سے علامہ بلاذری نے بھی نبی اکرم ﷺ کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

”لَمَّا أَرَادَ رسول الله ﷺ أن يَتَّخِذَ السُّوقَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ:هَذَا سُوقُكُمْ لا خَرَاجَ عَلَيْكُمْ فِيهِ “[4]

”جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کی مارکیٹ بنائی تو ارشاد فرمایا : یہ تمہارا بازار ہے اور اس میں کوئی ٹیکس نہیں ہے“

آج کی دنیا تمام تر تحقیق کے بعد اس مقام پر کھڑی ہے کہ اگر کاروبار کو ترقی دینی ہے تو مارکیٹ کو ٹیکس فری کرنا پڑے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے اپنی قائم کردہ مارکیٹ کے تاجر کو ٹیکس فری ماحول مہیا کیا اور اعلان کیا کہ مارکیٹ کے تاجروں پر کوئی اضافی بوجھ نہیں ڈالا جائے گا رسول اللہ ﷺ نے مزید اقدام یہ کیا کہ اس مارکیٹ میں خرید وفروخت کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا !

---

[1] سمہودی، **وفاءالوفاء**، ۲:۲۵۶

[2] أیضاً

[3] القزويني، محمد بن يزيد، **السنن**، (الرياض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، حديث: ۲۲۳۳

[4] البلاذری، احمد بن یحیی، **فتوح البلدان**، (بیروت: دار الھلال، ۱۹۸۸ء)، ۱: ۲۴

"فإن الجالب إلى سوقنا كالمجاهد في سبيل الله، وإن المحتكر في سوقنا كالملحد في كتاب الله"[1]

"ہمارے بازار میں سامان لانے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے مانند ہے اور بازار میں سامان روکنے والا اللہ کی کتاب میں سرکشی کرنے والے کی مانند ہے"

گویا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا مسلمانوں کی آزادی کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور جو مسلمانوں کے بازار کو کامیاب بناتا ہے وہ مسلمانوں کی معاشی آزادی کو یقینی بناتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا:

"لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ"[2]

"ذخیرہ اندوزی کرنے والا مجرم ہے"

ان ساری منصوبہ بندیوں سے نتیجہ یہ نکلا کہ بہت جلد مدینہ تجارتی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا، دور دراز سے لوگ اس شہر میں تجارت کے لیے آنے لگے اور مدینہ کے لوگ باہر تجارتی سامان لانے کے لیے جانے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کی قائم کردہ اس مارکیٹ کی وسعت اور مرکزیت بعد میں بھی برقرار رہی اور خلفائے راشدین کے عہد میں نبی اکرم ﷺ کے جاری کردہ احکامات پر عمل کروایا جاتا رہا علامہ سمہودی نے دور فاروقی کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

"أن عمر بن الخطاب رأى كير حداد في السوق فضربه برجله حتى هدمه وقال: أتنتقص سوق رسول الله صلّى الله عليه وسلّم؟"[3]

"سیدنا عمرؓ نے دیکھا کہ ایک لوہار نے اس مارکیٹ میں ایک بھٹی لگالی ہے تو حضرت عمرؓ نے اپنا پاؤں مار کر اسے منہدم کر دیا اور فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مارکیٹ کا دائرہ تنگ کر رہے ہو"

نبی کریم ﷺ کی منصوبہ بندی کو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، مگر مدینہ مارکیٹ کی مقبولیت میں کمی نہیں آئی ہے، بلکہ دن بہ دن اضافہ ہوا ہے اور اس وقت اس کی حیثیت انٹرنیشنل مارکیٹ کی ہے، دنیا کے ہر خطے سے حاجی ہر سال لاکھوں کی تعداد میں وہاں پہنچتے ہیں اور مدینہ مارکیٹ میں خریداری کرنے کو سعادت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ اہمیت غالباً دنیا کی کسی مارکیٹ کو حاصل نہیں۔

فلیٹس کی تعمیر اور شہری منصوبہ بندی:

عصر حاضر کے شہری منصوبہ بندی کے مسائل میں ایک اہم ترین مشکل رہائشی زمین کا مہنگا ہونا ہے۔ آبادی بڑھنے کے ساتھ شہر کی زمین رہائش کے لیے کم اور نسبتاً مہنگی ہوتی چلی جاتی ہے، موجودہ دور میں تو یہ مسئلہ بڑے شہروں میں بہت زیادہ مشکلات کا باعث بن رہا ہے کہ شہروں کی آبادی کئی کلومیٹرز تک پھیل رہی ہے اور زمین کی قیمت خرید بھی عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہو رہی ہے۔ یہ دشواری مدینہ طیبہ میں بھی عہد نبوی میں ہی پیش آنے لگی تھی۔ اس مشکل کا حل کرنے کے لیے رسول پاک ﷺ نے کئی منزلہ عمارت یعنی فلیٹس

---

[1] سمہودی، وفاء الوفاء، ۲: ۲۶۳

[2] مسلم بن الحجاج، الصحیح، حدیث: ۱۶۰۵

[3] سمہودی، وفاء الوفاء، ۲: ۲۵۷

بنانے کا مشورہ دیا۔ امام فاکہی اور علامہ سمہودیؒ نے سیدنا خالد بن ولیدؓ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے گھر کی تنگی کا شکوہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ارْفَعِ الْبِنَاءَ فِي السَّمَاءِ، وَسَلِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ السَّعَةَ '' [1]

''اوپر کی منزل تعمیر کرو اور اللہ تعالی سے کشادگی کی دعا بھی کرو''

نبی اکرم ﷺ نے سیدنا خالدؓ کے گھر کی تنگی کی شکایت کا حل یہ تجویز فرمایا کہ وہ بقدر ضرورت اسکی منزلیں تعمیر کرلیں لیکن اللہ تعالی سے وسیع گھر کے لیے دعا بھی کریں کیوں کہ اگرچہ نبی اکرم نے گھر کی تنگی کا حل فلیٹس کی صورت میں تجویز کیا ہے لیکن آپ ﷺ نے انسان کی دنیوی خوش بختی کی علامت وسیع گھر کو قرار دیا ہے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''أَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَةِ: الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ'' [2]

''چار چیزیں خوش بختی کی علامت ہیں نیک بیوی، کھلا گھر، اچھا پڑوسی اور اچھی سواری''

گویا اللہ تعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ گھر میں فراخی عطا فرمائے لیکن اگر گھر میں افراد خانہ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے تنگی کا سامنا کرنے پڑے تو اس کا حل نبی اکرم ﷺ نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ پھر مکان کے اوپر ایک اور مکان تعمیر کرلیا جائے عہد نبوی کے سماج کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں محلوں اور قلعوں کے علاوہ مکانات بھی ایک سے زیادہ منزلوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ خود رسول پاک ﷺ ہجرت کے بعد ایک ماہ تک حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں رہائش پذیر رہے اور ان کا مکان دو منزلہ تھا، پہلی منزل میں حضرت ابوایوبؓ اپنے اہل خانہ کے ساتھ قیام پذیر تھے جبکہ اوپر کی منزل میں آپؐ نے قیام فرمایا۔[3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی نے جگہ کی تنگی کا حل ملٹی سٹوری بلڈنگز اور فلیٹس کی تعمیر قرار دیا ہے کہ جب رہائشی علاقوں میں جگہ کی تنگی کا سامنا کرنا پڑے تو اس کا حل فلیٹس کی تعمیر کی صورت میں نکالا جائے۔

پارکس کی تعمیر اور شہری منصوبہ بندی:

کالونیوں اور سوسائیٹیوں کی تعمیر اور ان کی منصوبہ بندی میں پارک اور سیر گاہ کو آج غیر معمولی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ کیونکہ موجودہ دور میں شہروں میں فضائی آلودگی اور بالخصوص صوتی آلودگی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے جس وجہ سے پارک اور سیر گاہ کی تعمیر کی اہمیت بھی دوچند ہو گئی ہے، کہ انسان کچھ دیر کے لیے ہی سہی پارک اور سیر گاہ میں جا کر تھوڑا وقت گزار سکے عہد نبوی میں اگرچہ یہ آلودگی نہیں تھی لیکن پارک وغیرہ کی تعمیر کی ضرورت عہد نبوی میں بھی نظر آتی ہے۔

---

[1] فاکہی، محمد بن اسحاق، اخبار مکہ فی قدیم الدھر وحدیثہ، (بیروت: دار خضر، ۲۰۱۰ء)، ۳: ۲۰۴؛ سمہودی، **وفاء الوفاء**، ۲: ۲۴۴

[2] البستی، محمد ابن حبان، **المسند الصحیح علی التقاسیم والأنواع**، (قطر: وزارۃ الأوقاف، ۲۰۱۰ء)، حدیث: ۴۰۳۲

[3] مسلم بن الحجاج، **الصحیح**، حدیث: ۲۰۵۳

نبی اکرم ﷺ اس مقصد کے لیے مدینہ شہر کے باہر وادی عقیق تشریف لے جایا کرتے تھے آپ ﷺ کو یہ جگہ بے حد پسند تھی۔ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ جب وادی عقیق کی سیر سے لوٹے تو آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا:

"یا عائشة جئنا من هذا العقيق، فما ألين موطأه، وأعذب ماءه، قالت: فقلت: يا رسول الله أفلا ننتقل إليه؟ قال: وكيف وقد ابتنى الناس؟" [1]

"میں وادی عقیق سے آرہا ہوں کتنی موزوں جگہ ہے اور کتنا میٹھا اس کا پانی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر کیوں نہ ہم لوگ وہاں منتقل ہو جائیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا اب یہ کیسے ممکن ہے، لوگوں نے مدینہ میں گھر بنا لیے ہیں"

معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ وقتاً فوقتاً آرام اور تفریح کی غرض سے وادی عقیق میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ نے اسے تفریح گاہ مقرر فرمایا ہوا تھا جس سے ہمارے لیے یہ ہدایت اخذ ہوتی ہے کہ ہم شہروں اور کالونیوں کی منصوبہ بندی کرتے وقت اس نوع کی تفریح گاہوں اور پارکس کی تعمیر ضرور کیا کریں۔ کیونکہ موجودہ دور میں تو اس طرح کی جگہوں کی اہمیت ایک بنیادی ضرورت کے مترادف ہو چکی ہے۔ زیر بحث موضوع کے حوالے سے جب ہم رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کے اسوہ حسنہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے مدینہ شہر کی منصوبہ بندی کرتے وقت صرف اس کی آبادکاری اور سہولیات کی فراہمی کا ہی خیال نہیں رکھا بلکہ شہر کی زینت ورونق اور خوبصورتی کو بھی پیش نظر رکھا، اسی وجہ سے یہاں توڑ پھوڑ اور یہاں کے قلعوں کو مسمار کرنے سے منع فرمایا، حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

"نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَدْمِ آطَامِ الْمَدِينَةِ، وَقَالَ: إِنَّهَا زِينَةُ الْمَدِينَةِ" [2]

"نبی ﷺ نے مدینہ کی قلعوں کو مسمار کرنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ وہ مدینہ کی زینت ہیں"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہری آبادی میں پارکس اور دیگر ضروری مقامات برائے تفریح (جو کہ شرعی لحاظ سے درست ہوں) کا قیام بلدیہ اور شہری منتظمین کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ نیز مسلم اکثریت کے علاقوں میں خواتین کے لیے الگ سے اسی جگہوں کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ بھی تفریح کر سکیں۔

خلاصہ بحث:

نبی اکرم ﷺ نے شہروں کی آبادکاری اور ان کی منصوبہ بندی کے حوالے سے آج سے چودہ سو سال قبل وہ وہ ہدایات عطا فرمائیں جو آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں آج دنیا کی آبادی میں بہت زیادہ اضافے کی وجہ سے مذکورہ شعبہ بہت سی اصلاحات کا تقاضا کرتا ہے۔ اس وقت آبادی کے بہت سے مسائل ہیں جن میں خاص طور پر 'عصر حاضر میں رہائشی علاقوں کے انتظامی مسائل میں بڑے شہروں میں آبادی کا بے تحاشا بوجھ، آبادی کے اعتبار سے مناسب طبّی مراکز کی عدم دستیابی، تنگ گلیاں اور تجاوزات، کمرشل مارکیٹس میں تجاوزات کی بھرمار اور شہری رہائشی علاقوں میں پارکس اور کھیل کے میدانوں کا نہ ہونا' ہے۔ جب ہم عصر حاضر کے ان

[1] سمہودی، **وفاء الوفاء**، ۳: ۱۸۵

[2] بیہقی، احمد بن حسین، **معرفة السنن والآثار**، (بیروت: دار الفکر، ۲۰۰۴ء) حدیث: ۱۰۶۱۵

مسائل کے حل کے لیے سیرت طیبہ کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں اسوہ حسنہ سے ان تمام مسائل کا حل ملتا ہے جو آج کی انتظامیہ کی ضرورت ہے۔ کتب حدیث و سیرت میں اس حوالے سے بہت سی جزئیات بھی دستیاب ہیں جن سے مزید رہنمائی حاصل کر کے ہم عصر حاضر کے اس اہم ترین مسئلے پر مناسب منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔

تجاویز و سفارشات:

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں درج ذیل تجاویز و سفارشات کی جاتی ہیں:

۱۔ شہری آبادی کے مسائل کو حل کرنے کے لیے میونسپلٹی کے نظام کو خودکار طریقے کے مطابق چلایا جائے تاکہ مسائل فوری طور پر Identify ہو سکیں۔

۲۔ ملکی سطح پر عوام کو شعور دلانے کے لیے ایسے عوامی منصوبے شروع کیے جائیں جن سے آگہی ہو اور مسائل میں اضافہ کی بجائے ان میں کمی ہو۔ خاص طور پر شہری آبادی کی تربیت کا جائے اور ان میں مسائل سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت پیدا کی جائے۔

۳۔ ریاستی انتظامیہ کے لیے ناگزیر ہو گیا ہے کہ وہ شہری آبادیوں کے ساتھ جڑے دیگر مضافاتی و دیہی علاقوں میں بھی ہمہ قسم کی سہولیات کا انتظام کریں تاکہ لوگ شہروں کی طرف آنے سے گریز کریں۔

۴۔ مسائل کے حل کے لیے انفراسٹرکچر کو مزید بہتر بنانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ عوام کو سہولیات کی فراوانی ہو سکے اور مزید مسائل جنم نہ لے سکیں۔

@ 2019 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)